بسم الله الرحمن الرحيم

والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين

(اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں اٹھاتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے

یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مخلص حضرات کے ساتھ ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

علماء حقانی کے اقوال زریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ

(اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں اٹھاتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھاویں گے اور بیشک اللہ نیکی کرنے والے کے ساتھ ہے)

یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مخلص حضرات کے ساتھ ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

علماء حقانی کے اقوال زریں

"مؤلف"

محمد نصیر الدین ہدہ نوازی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر ذی عقل انسان بہ خوبی جانتا ہیکہ یہ عالم از خود نہیں بنا بلکہ ضرور اسکا بنانے والا اور عدم سے ہستی میں لانیوالا کوئی بڑا قوی اور قادر ہے کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مددگار اور وہ سب عیوب سے پاک اور ہر کام میں بے نیاز اور قائم بہ خود ہے اور اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہیں اور اپنی ذات و صفات میں ممکنات سے ممتاز ہے ان امور کے ثبوت میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی صاحب عقل سلیم کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں ۔ ذرا غور کیجئے کہ جب ہم کسی عمارت یا کسی فرنیچر وغیرہ کو دیکھتے ہیں تو ہم کو بغیر اس بات کے کہ ہم اسکے بنانیوالے کاریگر کو دیکھا ہو یا اس شئے کے بنتے ہوئے دیکھا ہو کسقدر یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسکا کوئی نہ کوئی بنانیوالا ضرور ہے اور ہمارا یہ یقین کسی طرح غلط نہیں ہوتا ۔ اب آپ ہی بتائے کہ یہ عالم کہ جس میں رنگ برنگ کی صنعتیں اور طرح طرح کے استحکام اور انتظام ہیں اسکے بنانیوالے کے تعلق سے دل سے یقین نہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ۔ اسلئے ہر ذی شعور انسان اللہ کے وجود اور اسکے یکتا ہونیکا دل سے یقین کرتا ہے اور اسکی ذات میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۔ البتہ اسکی صفات میں اگر صحیح علم و فہم نہ ہو تو نادانستہ طور پر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ لیکن قرآن نے توحید فی الصفات کی ایسی تشریح فرمادی کہ اسطرح کی لغزشوں کے تمام امکانات ختم ہوگئے قرآن نے صرف توحید الہی پر ہی زور نہیں دیا بلکہ شرک کی تمام راہیں بند کردیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ہر طرح کی عبادت اور نیاز مندی کی مستحق صرف اسی کی ذات ہے ۔ اسلئے اگر کسی نے عابدانہ

عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو توحید الہی کا اعتقاد باقی نہ رہا یہ اللہ ہی کی ذات ہے جو انسانوں کی پکار سنتی اور انکی دعاؤں کو قبول فرماتی ہے۔

پس اگر تم نے اپنی دعاؤں اور طلبگاریوں میں کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کرلیا تو گویا تم نے اسے خدا کی خدائی میں شریک کرلیا۔ دعا، استعانت، رکوع، سجود، عجز و نیاز، اعتقاد و توکل اور اسطرح کے تمام اعمال وہ اعمال ہیں جو اللہ اور اسکے بندوں کا باہمی رشتہ قائم کرتے ہیں پس اگر ان اعمال میں تم نے کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کرلیا تو اللہ کے رشتہ معبودیت کی یکتائی باقی نہ رہی۔ اسی طرح عظمتوں، کبریائیوں، کارسازیوں اور بے نیازیوں کا جو اعتقاد تمہارے اندر اللہ کی ہستی کا تصور پیدا کرتا ہے وہ صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔ اگر تم نے ویسا ہی اعتقاد کسی دوسری ہستی کے لئے بھی پیدا کرلیا تو تم نے اسے اللہ تعالی کا "ند" یعنی شریک ٹھہرالیا اور تمہارا توحید کا اعتقاد درہم برہم ہوگیا۔ یہی وجہ ہیکہ سورہ فاتحہ میں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی تلقین کی گئی۔ یعنی صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ قرآن میں اس کثرت کیساتھ توحید فی الصفات اور رد اشراک پر زور دیا گیا ہے کہ شاید ہی کوئی سورت بلکہ کوئی صفحہ اس سے خالی ہو۔

انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اسلئے اللہ تعالی نے اسکے افعال میں اسکو زیادہ اختیارات عطا فرمائے جسکی وجہ سے ثواب و عذاب آخرت کا مستحق ہوا۔ "انتظام معاش" کے لئے اللہ نے انسان کو قوئ نباتیہ، حیوانیہ اور انسانیہ عطا فرمائیں جنکے ذریعہ سے انسان خواہ عالم ہو خواہ جاہل ہو خواہ لڑکا ہو خواہ جوان ہو اپنے کار و بار طبعی یعنی کھانا، پینا، جاگنا، سونا، مضر چیزوں سے دور رہنا، منافع کی طرف التفات کرنا وغیرہ وغیرہ کو پورا کرتا اور بجالاتا ہے اور اسکے بعد دیگر اسباب معاش پیدا کرنے کیلئے ہر ایک کو اسکی اقتضاء کے مطابق قوت بخشی اور بعض اشخاص کو ممتاز اور خاص کرلیا اور انکو عمدہ عمدہ چیزوں کے اختراع کی توفیق دی۔ کسی کو بوھئی کے کام

میں ایسا الہام کیا کہ وہ عمدہ عمدہ فرنیچر بنایا - بعض کو لوہار کے کام میں ایسا الہام کیا کہ
وہ ریل گاڑی، برقی تار، ٹیلیفون، تارپیڈو، اسلحہ اور موجودہ دور میں بعض کو سائنس میں
ایسا الہام کیا کہ انسان چاند پر چلا گیا اور قسم قسم کے ہتھیار، ہوائی جہاز، ٹیلی ویژن
کمپیوٹر وغیرہ ایجاد کئے جنہیں دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے - اسی طرح انسان کے
جسمی معالجہ کیلئے ڈاکٹروں کو ایسا الہام کیا کہ وہ طرح طرح کی فائدہ بخش دوائیں تیار کیں
اسکے علاوہ " انتظام معاد " کا یہ طور رکھا کہ انسان کو ایک قوت ملکیہ عطا فرمائی جسکی
وجہ سے اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے اور نیک اور بد باتوں میں حتی المقدور تمیز
کرتا ہے اور اس قوت کو " عقل " کہتے ہیں - ہر چند عقل نے امور آخرت کو حتی
الامکان دریافت کیا لیکن چند وجوہ سے عقل بھی ناکافی قرار پائی اور آخر کار الہام کی
محتاج ہوئی - مثال کے طور پر اگر رات کے اندھیرے میں مردہ دیکھائی دے تو بعض
کو خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ عقل یہ بتاتی ہے کہ مردہ جسم کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا -
مزید برآں عقل اس بات کی عادی ہے کہ بذریعہ حواس کام کرتی ہے اور جو چیز حواس
خمسہ سے باہر ہو وہاں اسکے دریافت کرنے میں عقل عاجز ہے چونکہ عالم آخرت کے
حالات اور اللہ کی ذات و صفات وغیرہ بھی محسوس نہیں اسلئے ان کے دریافت کرنے
میں عقل مجبور ہے - ماسوا اسکے انسان کی عقل ہر وقت یکساں نہیں رہتی - لڑکپن کی
عقل، جوانی کی عقل، بڑھاپے اور تندرستی کے وقت عقل کی اور حالت ہوتی ہے اور
بیماری کے وقت علحدہ - اسی وجوہ سے عقلا کا باہم اختلاف نظر آتا ہے کوئی کسی بات کو
اچھا سمجھتا ہے تو کوئی اسی بات کو برا جانتا ہے - پس معلوم ہوا کہ انسان کے لئے تنہا
عقل کافی نہیں ہے - اسی لئے اللہ تعالی نے انتظام معاش۔

کیلئے سامان مہیا فرمائے اور انکی تکمیل کے لئے چند لوگوں کو منتخب کیا جو بذریعہ الہام الہی طرح طرح کی ایجادوں پر قادر ہو کر استاد زمانہ کہلائے اور انکا انتظام معاش میں فیض عام جاری ہوا اسی طرح انسان کی اصلاح و تہذیب نفس و نفع آخرت کیلئے ایک جماعت برگزیدہ لوگوں کی قائم کی جنکو "فہیم" کہتے ہیں - یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی قوت ملکیہ نہایت زبردست ہوتی ہے - ان کے دلوں سے حجاب جسمانی اٹھادئے جاتے ہیں اور انکو عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھلائے جاتے ہیں انکو اس عالم کے علوم اور احوال عمدہ شوق و تجرید سے آراستہ و اخلاق حسنہ سے پیراستہ بنایا جاتا ہے - ان کی وجہ سے انسان کے نفس کی اصلاح اور دارین کی فلاح حاصل ہوتی ہے پھر انکے بھی بلحاظ ایک صفت خاص مختلف اقسام ہیں جنہیں تزکیہ نفس کے علوم ہیں انکو "کامل" کہتے ہیں اور جن میں حقائق الاشیاء کے ادراک اور معلومات کے اصول کلیہ کے انکشاف کا رجحان ہوتا ہے انہیں "حکیم" کہتے ہیں اور جن کو علوم سیاست اور نظام ملت و قوم کی طرف میلان ہوتا ہے انکو "خلیفہ" کہتے ہیں اور جن پر روحانی اور غیر محسوس عالم کا انکشاف کامل ہوتا ہے انکو "مؤید روح القدس" کہتے ہیں - اور جس میں انجذاب عالم اور قلوب بنی آدم کی کشش کا زیادہ مادہ ہوتا ہے انکو "ہادی" کہتے ہیں جنکو مذہب و ملت کی اصلاح کے علوم اور ان کے زندہ کرنیکے طریقہ سکھائے جاتے ہیں وہ "امام" کہلاتے ہیں - اور جنکا یہ حال ہے کہ علائق جسمانی سے مجرد ہو کر عالم غیب پر مطلع ہو جاتے یا کسی اور قوم کی آفات و بلیات پر واقف ہو کر لوگوں کو اس سے متنبہ کرتے ہیں انہیں "نذیر" کہتے ہیں جب حکمت الہی اور رحمت لاتناہی خلق کی اصلاح چاہتی ہے تو ان میں سب سے اعلی شخص کو پیدا کرتی ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے روشنی میں لاتا ہے اور اسکا نفس قدسی اس درجہ صاف ہوتا ہے کہ اسکی روشنی سے لوگ منور ہوتے ہیں اور یہ شخص عقل کو غلطیوں کے دلدل سے نجات دلاتا ہے اور یہ شخص جب

قصیرہ قدس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عالم اجسام بلکہ

عالم ملکوت میں اسکا تصرف ہو جاتا ہے جو باتیں عادت کے خلاف ہیں وہ اس سے سرزد ہو جاتی ہے اور ہزاروں چیزیں جو حس بصر سے خارج ہیں اسکو دکھائی دیتی ہیں اور اس سے کلام کرتی ہیں - ان امور کو "معجزات" کہتے ہیں - ایسے شخص کو "نبی" کہتے ہیں اور اسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی ملتی ہے تو اسکو "رسول" کہتے ہیں اور اسکے متبعین میں جن کو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے کہ اس میں اسکے انوار اسطرح منعکس ہوتے ہوں کہ جسطرح آفتاب کے انوار آئینہ میں اور پھر کبھی اس سے بھی خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہیں جنکو "کرامات" کہتے ہیں - ایسے شخص کو "ولی" کہتے ہیں - ایسے ہی اولیاء اللہ کے اقوال زرین کو خادم نے متقدمین کے کتب سے نقل کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی جراءت کی ہے -

اللہ تعالی نے ہمیں ایسے دور میں پیدا کیا ہے جس میں لوگ ہوا اور ہوس کو شریعت کہتے ہیں طلب جاہ، طلب حکومت اور تکبر کو عزت اور علم جانتے ہیں - خلق خدا سے ریاکاری کو خوف خدا جانتے ہیں اور کینہ کو دل میں چھپا رکھنے کو حلم و بردباری، لڑائی کرنے کو مناظرہ، جنگ اور حماقت کو عظمت، منافقت کو زہد، ہوس کو سلوک اور ہذیان طبع کو معرفت، دل کی دھڑکن اور نفس کی تاویلات کو محبت، الحاد کو فقر، انکار کو تزکیہ، زندقہ اور بے دینی کو فنا، سرکار دوعالمؐ کی شریعت کو چھوڑ دینے کو طریقت اور زمانہ میں آفت پھیلانے کو معاملت سمجھتے ہیں یہاں تک کہ ارباب حقیقت مغلوب ہو کر رہ گئے اور وہ ہر طرف چھا گئے - سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے "مشابہت پیدا کرنے اور کسی کے جیسا بننے کی تمنا کرنے سے ایمان حاصل نہیں ہوتا - ایمان وہ ہے جو دل میں قرار پائے اور اسکی تصدیق عمل سے کی جائے" - بغیر حقیقی عمل کے کسی جماعت کے ساتھ مشابہت دینا "تحلی" ہے جو لوگ وہ کچھ دکھائی دینے کی کوشش کرتے ہیں جو وہ نہیں ہوتے بہت جلد رسوائی کا منہ دیکھتے ہیں اور انکی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے -

اے اللہ تیری بارگاہ میں جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ سب عاجزی، خاکساری،

بے بسی اور مجبوری ہے کیونکہ انسان کو کمزور فطرت عطا کی گئی ہے ۔ اے اللہ تو میری
حقیقی حالت، میرے غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور میری نیت سے بخوبی
واقف ہے کیونکہ تجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے ۔ اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا
نہیں ہے جسے آپکے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں ۔ میرے تمام اعمال میں
فساد نیت موجود رہتی ہے ۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل تیری ذات پاک کی عنایت
کیوجہ سے فساد نیت سے خالی نظر آتا ہے وہ یہ کہ میں اپنے بعض مخلص احباب کے
ساتھ محفل میلاد کا انعقاد کیا جو زائد از چالیس سال سے ہر ہفتہ بہ پابندی منعقد ہوتی
ہے اور اس مجلس میلاد کے موقع پر یہ حقیر فقیر دیگر شرکاء مجلس کے ساتھ کھڑے ہو کر
سلام پڑھتا ہے اور نہایت عاجزی اور انکساری کیساتھ اور محبت اور خلوص سے تیرے
حبیب پاک سرکار دو عالم پر درود و سلام بھیجتا ہے اور میرا یہ یقین ہیکہ جہاں میلاد
مبارک ہوتی ہے اس مقام پر زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور یہ بات بھی
مسلمہ ہے کہ جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اسکے وسیلہ سے دعا مانگے وہ دعا کبھی مسترد
نہیں کی جاتی ۔ اس لئے اے ارحم الراحمین میں امید کرتا ہوں کہ میرا یہ عمل کبھی
بیکار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا جسطرح کہ علماء حقانی کا ارشاد اور
عقیدہ ہے ۔ اے اللہ آپ اپنے فضل و کرم سے میرے اور ان تمام حضرات کے جو
ان مجالس درود شریف میں شرکت فرماتے انکے گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما ۔
اور خاتمہ ایمان پر فرما اور جو حضرات اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں انکی
مغفرت فرما اور انکے درجات بلند فرما اور جنت کے اعلیٰ درجہ میں انہیں داخل فرما۔
۔۔۔آمین ۔

خادم

المرقوم ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰/ مئی ۱۹۹۵ء   محمد نصیر الدین بندہ نوازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عبد القادر جیلانیؒ

پیران پیر حضرت عبد القادر جیلانی کا ارشاد ہے جو شخص دو رکعت نماز پڑھے - ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکار دو عالمؐ پر درود بھیجے اور آپکا نام لیکر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکی حاجت براری کریگا -

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے کلام و ملفوظات " دلیل العارفین " میں جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے جمع فرمائے ہیں - اس میں حسب ذیل ارشادات مندرج ہیں -

○ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے - لہذا جو کچھ بھی اس دل میں آئیگا جل جائے گا اور نابود ہو جائیگا - کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں - بہتی ندیوں کا شور سنو کسطرح شور کرتی ہیں - لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں تو بالکل خاموش ہو جاتی ہے -

○ میں نے خواجہ عثمان ہارونی کی زبانی خود سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالے کے ایسے بھی اولیاء ہیں کہ اگر اس دنیا میں ایک لمحہ بھی اس سے حجاب میں آجائیں تو نیست و نابود ہو جائیں -

○ میں نے خواجہ عثمان ہارونی کی زبانی سنا ہے کہ جس شخص میں تین باتیں

ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔ اول سمندروں جیسی سخاوت۔ دوم آفتاب جیسی شفقت۔ سوم زمین جیسی تواضع۔

○ فرمایا نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بد تر ہے۔

○ فرمایا میں نے خواجہ عثمان ہارونی سے سنا ہے کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمابردار رہتے ہوئے بھی اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کردے۔

○ فرمایا عارفوں کا بڑا مقام ہے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچتے ہیں تو تمام دنیا اور مافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

○ فرمایا عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے وہ فوراً اسکے سامنے آجائے۔ اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اس کی جانب سے اسکا جواب سن لے۔

○ فرمایا محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہیکہ صفات حق اسکے اندر پیدا ہوں اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہیکہ اگر کوئی اسکے مقابلہ پر دعوی کرکے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کرلے۔

○ فرمایا ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر میں ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائیگا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

○ فرمایا۔ پاس انفاس اہل معرفت کی عبادت ہے اور معرفت خداوندی کی علامت یہ ہیکہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

○ فرمایا۔ عارف کو معرفت حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ معارف کو یاد نہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اسی طرح اکیلا [illegible]

○ فرمایا۔ بد بختی کی علامت یہ ہیکہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبول بارگاہ ہونیکا امیدوار ہو۔

○ فرمایا۔ جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ پائی۔

○ فرمایا۔ اس دنیا میں درویشیوں کا درویشیوں کے ساتھ بیٹھنا عمدہ ترین چیز ہے اور درویشیوں کا درویشوں سے جدا ہونا بد ترین چیز ہے۔ کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں۔

○ فرمایا۔ سب سے بہتر وقت وہ ہے جب دل وسوسوں سے خالی ہو۔

شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی قریشی اسدیؒ (۵۶۰ھ-۶۶۱ھ)

حضرت بہاء الدین کا ارشاد ہے کہ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے۔ گناہوں کے ترک کر دینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی کریمؐ پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔

شیخ حمید الدین صوفیؒ (۵۷۰ھ-۶۷۳ھ)

شیخ حمید الدین صوفی کا ارشاد ہیکہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے مخلوق کو اپنی تخلیق میں کوئی دخل نہیں اس لئے مخلوق کالمعدوم ہے اور جو ہے وہ اللہ کی ذات ہے۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ (۵۱۵ھ-۶۲۵ھ)

قاضی حمید الدین ناگوری لفظ "ھو" کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اشارہ چند

چیزوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جسکی تفصیل یہ ہیکہ اشارہ تقریباً تین قسم پر ہوتا ہے۔
اولاً "اشارہ حسی۔ جو محسوسات کے ساتھ ثانیاً" اشارہ وہمی۔ جو موہومات کے
ساتھ ثالثاً" اشارہ عقلی۔ جو معقولات کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبریائی
اور توحید کو ان تینوں قسموں سے کوئی تعلق نہیں کہ اسکی طرف اشارہ کیا جائے۔ ایسی
صورت میں اسکی طرف اشارہ کرنے سے شرک کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ پھر اشارہ کی دو
قسمیں ہیں۔ یا تو اشارہ غائب کو کیا جاتا ہے یا حاضر کو۔ اب بتاؤ کہ تم اللہ کو کیا سمجھکر
اشارہ کرتے ہو۔ اگر اسے غائب سمجھکر اشارہ کرتے ہو تو یہ عقلاً اور نقلاً ناجائز اور غیر
مسموع ہے اور اگر حاضر سمجھکر کرتے ہو تو حاضر نظر آتا ہے اور اللہ کی صفت یہ ہیکہ "لا
تدرکہ الابصار" یعنی اسکو دیکھا نہیں جاسکتا (یا یوں سمجھو کہ اسکا ادراک ممکن نہیں)
لہذا اسکی طرف اشارہ کرنا قلبی غفلت سے تعبیر کیا جائیگا۔ جس دل پر لا الہ الا اللہ کی
تجلی کی عظمتیں موجزن ہوتی ہیں وہ یادداشت کی قیود سے بالاتر ہو جاتا ہے۔
ن قاضی حمید الدین ناگوری نصیحت فرماتے ہیں کہ اے بھائی! تو خاموش رہ اور
اپنی ذات کو بھول جا اس فراموشی کی یاد میں عجیب کیف و لذت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ
ہے واذکر ربک اذا نسیت (تو اپنی ذات کو بھول جا اور خدا کی یاد میں مشغول ہو جا)۔

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ (۶۰۹ھ - ۶۶۸ھ)

حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ بعض ملفوظات جو خواجہ نظام الدین اولیاء کے
ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں ان میں ذکر ہے کہ چار چیزوں کے بارے میں سات سو مشائخ
سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔
۱۔ گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ ۲۔ دانا اور حکیم آدمی وہ
ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔ ۳۔ قناعت کرنیوالا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی

اقرا کمپیوٹر پروسس
ایک ایسا عظیم مرکز جو ایک ہی چھت کے نیچے چار زبانوں میں کمپیوٹر کتابت کا کام کرتا ہے
اردو
عربی
فارسی
انگریزی
ٹائپ سیٹنگ
ڈیزائننگ
گرافکس
مقالہ جات
کتابت کے علاوہ طباعت کی بھی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں
وقت کی پابندی، معیاری کام اور علمی و ادبی خدمات ہمارا مقصد ہے
C/o Gulburg Travels 656/2, Lakdi-ka-pul Hyderabad-4 ☎ 398108

ہو۔ خواہش نفسانی سے لبریز شہوت نظر ہے چاہے اسکے لئے استدلال موجود ہو۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر الوارق ؒ

حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین گروہ ہیں ۔ علماء، امراء، فقراء، علماء تباہ ہو جائیں تو عمل شریعت ختم ہو جائے ۔ امراء تباہ ہو جائیں تو معیشت خلق برباد ہو جائے ۔ اور اگر فقراء مٹ جائیں تو لوگوں کے اخلاق نیست و نابود ہو جائیں ۔ امراء و سلاطین کی تباہی جور و ستم سے ہوتی ہے ۔ علماء کی طمع سے اور فقراء کی ریا سے ۔

حضرت ابواسحاق ابراھیم بن احمد الخواص ؒ

حضرت ابو اسحاق ارشاد فرماتے ہیں کہ انھیں خضر علیہ السلام نے دعوت شرکت دی مگر انھوں نے انکار کر دیا ۔ اس واسطے نہیں کہ انھیں کسی بہتر رفیق کی ضرورت نہ تھی بلکہ اس لئے کہ کہیں انھیں بجائے اللہ کے خضر علیہ السلام پر زیادہ اعتماد کرنا پڑیگا اور اسطرح ان کا اللہ پر سے توکل گھٹ جائگا ۔

طالب دعا ---

محمد نصیر الدین بندہ نوازی

حضرت ابو حلیم حبیب بن سلیم الراعیؒ

حضرت ابو حلیم الراعیؒ جو حضرت سلمان فارسیؓ کے مصاحب تھے ارشاد فرماتے ہیں۔ دل کو محل حرص اور پیٹ کو جائے حرام نہ بنا۔ مخلوقات کی ہلاکت حرص و حرام سے واقع ہوتی ہے۔ اسلئے نجات ان دونوں چیزوں سے پرہیز کرنے میں ہے۔

حضرت سعید ابن المسیبؒ

حضرت سعید ابن المسیبؒ سے ایک شخص نے دریافت فرمایا کہ وہ کونسی حلال چیز ہے جس میں کوئی حرام کا پہلو نہیں اور وہ کونسی حرام چیز ہے جس میں حلال نہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ذکر باری تعالیٰ وہ حلال چیز ہے جس میں کوئی حرام کا پہلو نہیں اور ذکر غیر وہ حرام ہے جس میں کوئی حلال کا پہلو نہیں ذکر ذات حق میں نجات ہے اور ذکر غیر میں ہلاکت۔

حضرت ابو سلیمان بن عبدالرحمن بن عطیہ الدارانیؒ

حضرت ابو سلیمان ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر زاہد کی شان پر سارے عالم کی نظر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن وہ خود اپنی شان کو دیکھنے میں منہمک ہو جائے تو بھٹک جاتا ہے۔

حضرت ابو عبدالرحمن بن عنوان الاصمؒ

حضرت ابو عبدالرحمن بلخ کے عظیم صاحبان اقبال اور خراسان کے قدیم مشائخ کبار میں سے تھے آپ کا ارشاد ہے شہوت کی تین صورتیں ہیں (۱) شہوت طعام۔ (۲) شہوت کلام۔ (۳) شہوت نظر۔ اپنی شہوت سے کھانا کھانا شہوت طعام ہے چاہے اکل حلال سے ہو۔ خواہش للسانی پر مبنی گفتگو شہوت کلام ہے چاہے ذکر الٰہی کیوں نہ

ہے - ہمارے احوال عاری ہے - ہمارے سانس محدود اور ہماری کاہلی نمایاں - اسلئے سرائے فانی کی تعمیر جہالت - عاری احوال پر بھروسہ حماقت - گنتی کے چند سانسوں پر اعتبار غفلت اور کاہلی کو مذہب بنانا خیانت ہے - کیونکہ جو چیز عاریتاً ملی ہو واپس کرنا پڑیگی جو چیز فانی ہے ایک دن نابود ہو جائیگی - جو چیز گنتی کی ہے ختم ہو جائیگی - کاہلی کا بجائے خود علاج نہیں - اس میں اشارہ یہ ہیکہ دنیا و مافیہا میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان اسکا دلدادہ ہو جائے کیونکہ فانی اشیاء کی دلدادگی حجاب حق ہو جایا کرتی ہے - دنیا اور نفس امارہ طالب و مطلوب کے درمیان پردہ ہے - دوستان حق اس سے پرہیز کرتے ہیں -

حضرت امام حسنؑ

حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قدر خیر و شر من اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور اپنے گناہوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ فاجر ہیں - قدریہ جماعت کا مذہب انکار تقدیر ہے اور جبریہ جماعت گناہوں کو حق تعالی سے منسوب کرتی ہے - بندہ خدائے عزوجل کی جانب سے ملی ہوئی استطاعت تک اپنے افعال پر مختار ہے اور ہمارا مذہب قدر و جبر کے بین بین ہے -

حضرت امام باقرؒ

حضرت امام باقرؒ گریہ وزاری کے ساتھ یہ دعا مانگتے تھے - اے اللہ بوقت مرگ سکون بے عذاب عطا فرما اور یوم حساب راحت بے عذاب مرحمت فرما -

سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے - جب اللہ تعالی کا ارادہ کسی بندہ پر احسان کا ہوتا ہے تو وہ اسکے ذاتی عیب اس پر نمایاں کر دیتا ہے - اسلئے جو صاحب نظر انسان عجز و عبودیت سے سرنگوں ہو اللہ تعالی اسکو ہر مراد میں کامرانی عطا فرماتا ہے -

ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی غصہ یا صدمہ کے وقت عادت مبارک یہ تھی کہ آپکو غصہ آتا تو آپکا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا۔ اگر آپ کو کوصدمہ ہوتا تو بار بار داڑھی مبارک کو چھوتے تھے ۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ جب آپ کو زیادہ غم ہوتا تو اپنے سر مبارت اور داڑھی پر ہاتھ پھیرتے تھے اور لمبا سانس لیکر۔ "حسبی اللہ و نعم الوکیل" پڑھتے تھے جسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ ہی مجھے کافی ہے اور وہی بہترین سہارا ہے۔

" سیرت حلبیہ " میں یہ بھی منقول ہے کہ سرکار دوعالم قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے مرحومین کے لئے دعاء مغفرت فرمائی (یعنی قبرستان بقیع میں مدفون صحابہؓ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی) ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ قبرستان بقیع سے نکل کر شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے ان شہداء کے لئے دعاء فرمائی ۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نماز شب میں قرآن آہستہ پڑھتے تھے اور حضرت عمرؓ بلند آواز سے پڑھتے تھے سرکار دوعالم نے حضرت ابو بکرؓ سے قرآن آہستہ پڑھنے کا سبب دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ میں جس کے سامنے مناجات کرتا ہوں وہ بہت اچھا سننے والا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے دور نہیں اسلئے اسکے سامنے آہستہ پڑھنا یا بلند آواز سے پڑھنا برابر ہے ۔ یہ بات حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سونے والوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو دور کرتا ہوں ۔ اس وضاحت سے صاف ظاہر ہیکہ حضرت ابو بکرؓ کا مقام مشاہدہ ہے اور حضرت عمرؓ کا مقام مجاہدہ ۔ اور یہ بات عیاں ہیکہ مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقابل ایسا ہی ہے جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں ۔ اسی وجہ سے سرکار دوعالم کا ارشاد ہے "اے عمرؓ! تم ابو بکرؓ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے" اب آپ ہی غور کریں کہ حضرت عمرؓ کی یہ کیفیت ہے تو باقی اہل عالم کس شمار میں ۔ صدیق اکبرؓ بعد از انبیاء جملہ خلائق سے مقدم ہیں اور ان سے آگے قدم رکھنا ہرگز روا نہیں ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ارشاد ہے "ہمارا جہاں فانی

نہیں ہوتا۔ ولایت کے لئے سرکار دوعالمؐ کی سنت کی پیروی ضروری ہے۔ اور تارک ادب اخلاق محمدی سے بہت دور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ترک ادب فقدان محبت کی دلیل ہے۔ جسے کرامت نصیب ہو اللہ تعالیٰ اسے آداب دین کی پاسداری کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

آداب طعام کی شرط یہ ہیکہ تنہا نہ کھائیں اور کھاتے وقت ایک دوسرے کے لئے ایثار کریں سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے "سب سے برا آدمی وہ ہے جو تنہا کھائے۔ غلام کو پیٹے اور بخشش کرنے سے پہلوتہی کرے"۔

سرکار دوعالمؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ "تین آدمیوں پر احکام جاری نہیں ہوتے ایک سونے والے پر جب تک بیدار نہ ہو۔ دوسرے لڑکے پر جب تک وہ جوان نہ ہو اور تیسرے دیوانہ پر جب تک وہ ہوش میں نہ آجائے" داتا گنج بخش اسکی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ سویا ہوا آدمی تکلیف احکام سے بری ہوتا ہے کیونکہ وہ خلق کو نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ وہ بے اختیار ہوتا ہے۔ اس کا نفس اپنی خواہشات سے دور ہوتا ہے اسکے کراماً کاتبین فارغ ہوتے ہیں۔ اسکی زبان دعویٰ سے معذور ہوتی ہے۔ جھوٹ اور غیبت میں وہ مبتلا نہیں ہوسکتا اور خود بینی اور ریا سے پاک ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ وہ اپنی جان کو ضرر پہنچا سکتا ہے نہ فائدہ۔ نہ اسے موت اور زندگی پر اختیار ہوتا ہے اور نہ وہ دوبارہ زندہ ہونے پر قادر ہوتا ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں "شیطان کیلئے گنہگار کی نیند سے زیادہ کوئی چیز گراں نہیں۔ گنہگار سوتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہ کب بیدار ہوکر پھر حق تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا"۔

حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلویؒ (متوفی ۱۰۴۴ھ)

اپنی قدیم و مستند تالیف "سیرت حلبیہ" میں سرکار دوعالمؐ کے تعلق سے

کہ ہم نشینی اپنے بڑے کی ہو تو ہمیں فائدہ ہوگا اگر چھوٹے کی ہو تو اسکو فائدہ ہوگا کیونکہ وہ ہم سے کچھ سیکھ لیگا۔ سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے "جو شخص نہیں جانتا اسکو سکھانا بڑی پرہیزگاری میں داخل ہے"۔ سرکار دوعالمؐ کا مزید ارشاد ہے "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسلئے تم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ تمہارا ہمنشیں کون ہے۔

○ حضرت گنج بخش مزید فرماتے ہیں کہ جملہ اہل سنت والجماعت اور اہل تصوف و معرفت اس بات پر متفق ہیں کہ ایمان کی "اصل" بھی ہے اور "فرع" بھی ایمان کی اصل تصدیق بالقلب ہے اور اسکی فرع احکامات حق کی پیروی۔ عام طور پر فرع کو استعارہ کے طور پر اصل کا نام دے دیا جاتا ہے جیسا کہ آفتاب کے نور کو آفتاب ہی کہہ دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے عبادت کو ایمان کہا جاتا ہے کیونکہ اسکے بغیر عذاب سے مفر نہیں۔ ایمان و معرفت محبت پر منحصر ہے اور محبت کا تقاضا طاعت ہے۔ اور اگر کوئی اسکے برعکس کہتا ہے اور تارک اوامر ہے وہ معرفت سے قطعاً نابلد ہے۔ اس زمانہ میں یہ فتنہ صوفیاء میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت کا مزید ارشاد ہے حقیقت ایمان توکل کی حفاظت کرنا ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین" ترجمہ:۔ (حق تعالیٰ پر بھروسہ کرو اگر تم ایماندار ہو)۔

سرکار دوعالمؐ نے ارشاد فرمایا ہے "ادب ایمان کا جز ہے"۔ "میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا"۔ اس سلسلہ میں حضرت داتا گنج بخش تشریح فرماتے ہیں کہ دین و دنیا کہ تمام کاموں کی آرائش ادب پر منحصر ہے۔ سب لوگ یعنی کافر، مسلمان، ملحد، موحد، سنی و بدعتی متفق ہیں کہ معاملات میں حسن ادب ایک پسندیدہ چیز ہے۔ دنیا کی کوئی رسم بھی بہ جز حسن ادب پوری نہیں ہو سکتی۔ لوگوں میں حفظ مروت، دین میں حفظ سنت اور محبت میں حفظ حرمت کا نام ادب ہے۔ تینوں چیزیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یعنی جسکے پاس مروت نہیں وہ تابع سنت نہیں جو تابع سنت نہیں اسے پاس حرمت نہیں۔ اللہ کا ولی کسی حالت میں بھی تارک ادب

عبادت کسی اور مقصد کے لئے کی جائے تو وہ اپنی ہی ذات کی پرستش ہے اللہ کی نہیں
دل کی پاسداری یہ ہیکہ جمعیت خاطر موجود ہو۔ اوہام مفقود ہوں اور حضوری حق میں
کسی قسم کی غفلت اور لاپروائی رونما نہ ہو۔ اگر یہ تینوں شرطیں پوری ہو جائیں تو مرید
خرقہ صوف پہن سکتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ جو خرقہ پہنائے وہ خود قائم الحال ہو۔
طریقت کے نشیب و فراز دیکھ چکا ہو۔ ذوق حال میں کامیاب ہو۔ مشرب اعمال میں
باریاب ہو۔ قہر جلال اور لطف جمال دیکھ چکا ہو۔

○ حضرت داتا گنج بخش مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ غیرت حق یہ ہیکہ وہ اپنے
دوستوں کو نگاہ غیر سے بچاتا ہے تاکہ کسی کی نظر انکی کیفیت حسن پر نہ پڑ سکے۔ وہ خود
بھی اپنی نظر سے بچے رہتے ہیں تاکہ اپنا حسن آپ ہی دیکھکر عجب کی وجہ سے معصیت و
تکبر میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ خود پسندی کے دو سبب ہوتے ہیں۔ ایک جاہ خلق اور انکی
ستائش یعنی بندہ کا کوئی کام خلقت کو پسند آجاتا ہے اسکی تعریف ہوتی ہے اور وہ متکبر
ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی اور کے کام کو پسند نہیں کرتا صرف اپنے آپ کو اسکا
اہل سمجھتا ہے اور تکبر میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

○ حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ حقیقی خلوت یہ ہیکہ صاحب خلوت عین
مجلس میں بھی خلوت سے دست بردار نہ ہو۔ اگر عزلت گزیں ہو تو عزلت میں بھی
فراغت محسوس نہ کرے۔ انسانوں سے قطع تعلق یہ جز عشق حق نہیں ہوتا اور جسکو
عشق حق ہو اسے انسانوں کا ملاپ مضرت رساں نہیں ہوتا۔ البتہ انسانی موانست
عشق حق کیلئے رکاوٹ ہے اور گرفتار موانست حقیقت عشق سے بے خبر ہوتا ہے۔

○ پھر فرماتے ہیں کہ ہم نشینی حق تعالی کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ خواہش نفس
کے حصول کیلئے اور نہ اپنی کوئی غرض یا مراد مد نظر ہو تاکہ انسان حفظ ادب کی بدولت
مشکور ہو۔ مالک بن دینار نے اپنے داماد مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا اے مغیرہ جس بھائی یا
دوست کی مصاحبت سے کوئی دینی فائدہ نہ ہو اسے ترک کرو سلامتی اسی میں ہے مقصد یہ

مطابق ہو تو وہ اسکی تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں اور اگر مخالف ہو تو اسکی مذمت
شروع کرتے ہیں چاہے وہ حق پر مبنی ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی کارگذاری کا جاہ و حشمت کی
صورت میں صلہ چاہتے ہیں اور برے کاموں پر بھی لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ جاہل
صوفی وہ ہوتا ہے جو صحبت پیر سے محروم ہو اور اس نے کسی بزرگ سے کسب ادب نہ کیا
ہو۔ لوگوں کے درمیان اچھل پڑا ہو۔ بغیر زمانہ کی سختی برداشت کئے سبز پوش بن گیا ہو۔
اپنی کور چشمی سے وہ اہل تصوف کی مجلس میں سما جاتا ہے اور پاس حرمت چھوڑ کر
مسرت اور انبساط میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اپنی حماقت کی وجہ سے سب کو اپنے جیسا
خیال کرتا ہے اور اس طرح حق و باطل کی تمیز کا دروازہ اسکے لئے بند ہو جاتا ہے۔ یہ
تین گروہ ہیں جنکی صحبت سے بچنا چاہیے۔

علامہ جوزیؒ

علامہ جوزی ارشاد فرماتے ہیں۔ صوفیاء متقدمین علوم قرآن، فقہ، حدیث اور
تفسیر میں امام ہوا کرتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ

حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ مشائخ رضی اللہ عنھم کا طریقہ کار یہ ہیکہ
جب کوئی مرید ترک تعلقات پر آمادہ ہو کر ان کے پاس آتا ہے تو وہ تین سال تک تین
مختلف صورتوں میں تدریس ادب کرتے ہیں۔ ایک سال خدمت خلق دوسرے سال
خدمت حق اور تیسرے سال پاسداری دل۔ خدمت خلق کی یہ صورت ہیکہ اپنے
آپ کو خادم سمجھے اور سب کو بلا تفریق ادنیٰ و اعلیٰ اپنے آپ سے بہتر سمجھے اور سب کی
خدمت لازم سمجھے۔ خدمت حق یہ ہیکہ اپنے آپکو دنیا و عقبیٰ کی تمام لذتوں سے منقطع
کرے اور محض باری تعالیٰ کی عبادت کرے صرف اسکی ذات کیلئے کیونکہ اسکی

حضرت مولانا گل حسنؒ

حضرت مولانا گل حسن نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کیلئے حسب ذیل عمل ارشاد فرمایا ہے اول دو رکعت نفل نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین مرتبہ آیۃ الکرسی تین مرتبہ الم نشرح گیارہ دفعہ سورہ اخلاص اور بعد سلام اس عزیمت کو سات بار پڑھکر سینہ پر دم کرے اور بہ صورت محمدؐ قبلہ رخ شمال کو سر کرکے زمین پر سورہے تو انشاء اللہ خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو۔ تا سہ روز یہ عمل کرے ۔ یعنی شب چہارشنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ ۔ وہ عزیمت یہ ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم حب تب طبائیل طاء طب شافع و شفیع و مجتمع و حرز و حریز و جنۃ بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین"۔

شیخ المشائخ حضرت یحیٰ بن معاذ رازیؒ

حضرت یحیٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کی صحبت سے اجتناب کرو (۱) ایسے عالموں سے جو جاہل ہوں (۲) ایسے فقیروں سے جو دھوکہ باز ہوں (۳) ایسے صوفیوں سے جو جاہل ہوں۔

(۱) حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ پرہیز کرو تین قسم کے لوگوں سے (۱) غافل علماء سے (۲) خوشامدی قاریوں سے (۳) جاہل صوفیوں سے۔

غافل علماء وہ ہوتے ہیں جو دنیا کو اپنا قبلۂ دل بنالیتے ہیں اور شریعت سے راہ آسان تلاش کرتے ہیں اور دولتمندوں کے دروازوں کی خاک چھانتے ہیں اپنی عقل و دانش کے تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ اپنے کلام کی باریکیوں پر فریفتہ اور اماموں اور استادوں پر زبان دراز ۔ بزرگان دین سے برہم ۔ لاف زنی میں مشغول، کینہ اور حسد ان کا مذہب یہ سب کچھ علم کے دائرہ سے باہر ہے ۔ علم تو وہ صفت ہے کہ جس سے تمام جہالت ختم ہو جاتی ہے ۔ خوشامدی قاری وہ لوگ ہیں کہ اگر کوئی کام ان کی حوس کے

حضرت جنید بغدادی ارشاد فرماتے ہیں سب سے اشرف اور اعلیٰ مجلس یہ ہیکہ توحید کے میدان میں فکر کے ساتھ بیٹھکر معرفت کی ہوا کھائے اور جام محبت اتحاد کے دریا سے نوش فرمائے اور اللہ تعالیٰ پر حسن ظن کے ساتھ نظر کرے۔ خوش حال وہ شخص ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے یہ بات نصیب کی ہو۔

حضرت جنید بغدادیؒ

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ یہ راہ تو وہی شخص پاسکتا ہے جس کے داہنے ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں وہ قدم بڑھاتا چلا جائے تاکہ نہ شبہات کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیروں میں پھنسے۔

حضرت نے مزید ارشاد فرمایا۔ اے گروہ درویشاں! لوگ تمہیں باخدا سمجھتے ہیں اور خدا کے نام پر تمہاری عزت کرتے ہیں۔ دیکھو خلوت کی حالت میں تم اس سے کس کیفیت میں ہوتے ہو۔ کم ترین درجہ کا آدمی وہ ہے جسے لوگ سچا درویش سمجھیں اور وہ درویش نہ ہو۔ اور اچھا آدمی وہ ہے جسے لوگ صاحب فقر سمجھیں اور وہ حقیقت میں درویش ہو۔ اور عزیز انسان وہ ہے جسے خلقت درویش نہ سمجھے اور وہ حقیقت میں درویش ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے کلام کریں تو وہ سلام کرکے کنارہ کش ہو جاتے ہیں"۔ سرکار دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے "جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا وہ بارگاہ حق میں غافلوں میں شمار ہوگا"۔ اس حدیث نبویؐ سے یہ بات مسلمہ ہے کہ تصوف کا تخیل سرکار دو عالمؐ کے دور میں بھی تھا یہ کوئی بعد کے ایجاد کی تخلیق نہیں ہے

مقصود وہ ہے جو تجھ کو رنج میں ڈالے اور تو اسی کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں تیری مہار ہے - اگر دنیا کے ہاتھ میں تیری مہار ہے تو تو دنیا کا بندہ ہے اور نفس کے ہاتھ میں ہے تو نفس کا بندہ ہے - ہوا کے ہاتھ میں ہے تو ہوا کا بندہ ہے - خلق کے ہاتھ میں ہے تو خلق کا بندہ ہے - آخرت کے ہاتھ میں ہے تو آخرت کا بندہ ہے اور اگر اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اللہ کا بندہ ہے معرفت الٰہی کا ذریعہ حصول محبت و عشق الٰہی ہے اور یہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ ہوا و ہوس اور محبت دنیا بالکل دل سے مٹ جائے - بلکہ غیر اللہ کی بو بھی باقی نہ رہے - غرض جس قدر غیر اللہ کے ساتھ مشغول رہو گے اسی قدر اللہ سے دوری ہوگی -

○ حضرت غوث علی شاہ قلندر فرماتے ہیں کہ وصال و عرفان الٰہی ان لوگوں کے نصیب میں ہے جو غیر اللہ کو اپنے دل میں آنے نہیں دیتے - یعنی جب تک توحید پوری نہ ہوگی عرفان اور وصال محال ہے -

جب سرکار دو عالمؐ پر یہ آیت نازل ہوئی "ان فی خلق السموات و الارض و اختلاف الیل و النھار لایت لاولی الالباب" (پ ۴ آل عمران ع ۱۱)
ترجمہ - بیشک آسمان و زمین کا بنانا اور رات دن کا بدلتے آنا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے -

سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ خرابی ہے اسکی جو یہ آیت پڑھے اور فکر نہ کرے - حدیث شریف ہے "اعطوا اعینکم حظھا من العبادۃ" یعنی اپنی آنکھوں کو عبادت میں ان کا حصہ دو - کسی نے عرض کیا کہ آنکھوں کا عبادت میں کیا حصہ ہے - آپ نے فرمایا کہ کلام الٰہی میں نظر و فکر کرنا اور اسکی عجائبات سے عبرت پکڑنا -

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جس کے کلام میں حکمت نہ ہو وہ لغو ہے اور جسکا سکوت فکر نہ ہو وہ سہو ہے اور جسکی نظر عبرت کے لئے نہ ہو وہ لہو ہے - اہل عقل ہمیشہ ذکر سے فکر کے عادی ہوا کرتے ہیں - اور فکر سے ذکر کے یہاں تک کہ ان کے دل گویا ہو جاتے ہیں اور وہ حکمت بولنے لگتے ہیں -

مراتب کو اخروٹ سے مثال دی ہے۔ یعنی اخروٹ کا پوست۔ استخوان، مغز اور روغن۔ اسی طرح شریعت پوست ہے۔ طریقت استخوان ہے۔ حقیقت مغز اور معرفت روغن۔ اس لحاظ سے تصوف ایک درخت ہے جسکی بیج شریعت۔ شاخ طریقت۔ پھول حقیقت اور پھل معرفت ہے۔

○ حضرت پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ شرک کے کئی اقسام ہیں اول شرک شریعت یعنی اللہ کی ذات و صفات و افعال میں کسی کو شریک کرنا ایسے شرک کی ہرگز بخشش نہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما"۔ (پ ۵ ع ۴)
(ترجمہ۔ بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو شریک ٹھرایا اسکے اور بخشتا ہے اس سے کم والے (گناہ) کو جس کو چاہے اور جو شریک کیا اللہ کے پس اس نے بڑا طوفان باندھا)۔
شرک شریعت کے مقابلہ میں توحید شریعت ہے دوم شرک طریقت یعنی خدا اور رسول صلعم عبد و معبود خالق و مخلوق کا ثابت کرنا شرک جلی ہے اور اس کے برعکس توحید طریقت ہے۔ سوم شرک حقیقت یعنی صفات کو غیر ذات سمجھنا یہ شرک اخفی ہے اور اسکے برعکس توحید حقیقت ہے۔ چہارم شرک معرفت یعنی اسم و مسمیٰ میں تمیز کرنا یہ شرک اخفیٰ ہے اور اسکے برعکس توحید معرفت ہے۔ علماء حقانی شرک طریقت، شرک حقیقت اور شرک معرفت کو مانع دخول جنت نہیں کہا البتہ مانع ترقی مدارج بتلایا ہے۔ واللہ اعلم۔

توحید شریعت یہ ہیکہ خدا کی ذات و صفات و افعال میں کسی کو شریک نہ کرنا اور بحکم شرع شریف کلمہ لاالہ الااللہ کا زبان سے اقرار کرنا یعنی کوئی معبود و مقصود و مطلوب و محبوب و موجود بجز ذات الہی کوئی نہیں اور قلب سے تصدیق کرنا اور اسی پر قائم ہو جانا اور ہرگز جنبش نہ کرنا کیونکہ استقامت شرط ہے طالب صادق کو چاہیے کہ ہوا و ہوس اور خواہش و لذات نفسانی و محبت دنیا کو ترک کرے کیونکہ جس شئے کی خواہش و محبت ہوتی ہے وہی اسکا معبود ہے۔ حضرت غوث اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ تیرا

کوئی کام کیا جاتا ہے تو فوراً قبول ہو جاتا ہے - اس جذبہ کا کوئی وقت مقرر نہیں - یہ جذبہ کبھی بچپن میں کبھی جوانی میں کبھی بڑھاپے میں پیدا ہوتا ہے - نیز جذبہ کے چند مراتب و مدارج ہیں - اولاً جذبہ عام اس سے عمل کی توفیق ہوتی ہے - ثانیاً جذبہ خاص اس کے ذریعہ دل خدا کی طرف مائل ہوتا ہے اور غیر اللہ سے کوئی تعلق نہیں رہتا -

اللہ تعالیٰ غوث اعظم سے مخاطب ہو کر اسطرح ارشاد فرماتے ہیں "اے غوث اعظم کوئی شخص گناہ کی وجہ مجھ سے دور نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص طاعت کی وجہ سے قریب ہوتا ہے - کیونکہ سب کچھ میری عظمت سے ہے - نہ نیک عمل کرنے سے میرے نزدیک آسکتا ہے اور نہ گناہ کرنے سے مجھ سے دور جا پڑتا ہے - مجھ سے اگر کوئی قریب ہے تو وہ گناہ گار ہے جو عاجزی اور ندامت والا ہے - عاجزی انوار کا سرچشمہ ہے اور خود پسندی تاریکیوں کا - اہل طاعت جنت کا ذکر کرتے ہیں اور اہل گناہ رحمت والے کا ذکر کرتے ہیں"

- "مجاہدہ" مشاہدہ کے سمندروں میں سے ایک سمندر ہے - تمہیں چاہئے کہ مجاہدہ اختیار کرو - کیونکہ بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ ناممکن ہے - مجاہدہ، مشاہدہ کا تخم ہے - جو مجاہدہ سے محروم رہے اسکو مشاہدہ کا راستہ نہیں ملتا -

امام مالکؒ

امام مالک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو صوفی ہوا اور فقیہ نہ ہوا پس وہ زندیق ہوا اور جو فقیہ ہوا اور صوفی نہ ہوا وہ بڑا فاسق ہوا - اور جس نے ان دونوں کو حاصل کیا وہ بڑا محقق ہوا -

حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتیؒ (۱۲۱۹ھ - ۱۲۹۷ھ)

حضرت غوث علی شاہ قلندر ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف کے چار درجے ہیں (۱) شریعت - (۲) طریقت - (۳) حقیقت - (۴) معرفت - چنانچہ امام محمد غزالی ان چار

شیخ نہیں بن سکتا (۱) جہالت (۲) لغو اور بیہودہ کاموں میں مشغول ہونا (۳) (۴)
مسلمانوں کی بے حرمتی خواہشات کی پیروی (۵) بد اخلاقی. اپنی موجودہ حالت و
کیفیت کے ساتھ اسطرح متقی بنو کہ برائیوں سے دور رہکر اچھائیاں کرو۔ مخلوق الہی
سے خوش اخلاق رہو اور ایثار کو کام میں لاتے رہو حاکم کے اسلامی حکم کی تعمیل کرو۔
قربانی کرو۔ روزے رکھو اور افطار کرو۔ سفر میں نماز قصر پڑھو تو اللہ تعالی تم پر کشادگی
کریگا اور دین و دنیا میں تم کو فلاح و بہبودگی ہوگی۔ صلوٰۃ التسبیح پڑھو۔ مباحات پر عمل
کرو جماعت کے ساتھ ذکر کرو نہ اس حیثیت سے کہ افضل ہے بلکہ اس لئے کہ اس
صورت میں نفس کیلئے سہولت ہے۔ مردہ اور زندہ لوگوں کی زیارت کیا کرو لیکن اسکو
واجب یا سنت مت سمجھو۔ مومن آدمی سے برکت طلب کرو بشرطیکہ وہ سنت کے
خلاف کوئی کام نہ کرتا ہو۔ اسکا قصد کرو جس کا عمل درست ہو. اصل بھلائی یہ ہیکہ
اللہ کی خوشنودی حاصل کرو اور اپنی حاجت براری کے لئے اللہ کے دربار میں گڑگڑاؤ۔
(مجھ فقیر کے نزدیک ہر حاجت کے لئے یہی کنجی ہے اور سارے مقاصد پورے ہوتے ہیں

در لوگوں کے فتنہ و فساد سے حفاظت ہوتی ہے۔)
مشائخین فرماتے ہیں کہ ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے لوگ تین حال سے خالی نہیں
ہوا کرتے۔ اولاً مجاہدہ کی غرض دوزخ کا خوف۔ ثانیاً مجاہدہ سے امید رکھے حصول
اور دخول بہشت کی۔ ثالثاً مجاہدہ محض اللہ کی ذات اور اسکی خوشنودی کے لئے کرے
جو مجاہدہ صرف خدا کی ذات کے لئے کیا جاتا ہے وہ للہ ہوگا یا فی اللہ ہوگا۔ اس مجاہدہ کی
زیادہ قدر اس لئے ہے کہ یہ خالصتاً خدا کی ذات ہی کے لئے کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم
میں ہے "وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ" (اللہ کے راستے میں خوب کوشش کرو) چونکہ
عام طور پر لوگ مطلوب کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہیں اس لئے حصول حق کے
لئے اچھی طرح کوشش نہیں کرتے۔ ہر عمل اور کردار کا دار و مدار صرف جذبہ پر ہے۔
یعنی ہر وہ عمل اور کام جس میں جذبہ نہ ہو وہ قابل قبول نہیں۔ جیسے جذبہ حال میں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ تین چیزیں بلاؤں، مصیبتوں اور مشکلات آنے کی جڑیں ہیں۔

(۱) عام چیزوں کا خوف۔ (۲) گناہوں پر اصرار۔ (۳) عیوب پر خوش ہونا۔ حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقراان پانچ چیزوں میں گرفتار ہیں۔

(۱) علم پر اپنی جہالت کو مقدم رکھتے ہیں۔ (۲) اپنی بکواس پر غرور و ناز کرتے ہیں۔ (۳) احکام شریعت کی تکمیل نہ کرنے پر دلیر ہیں۔ (۴) اپنی روش پر مغرور ہیں۔ (۵) بغیر شرائط کے آمدنی و فتوح کی جلدی کرتے ہیں مندرجہ بالا خصلتوں کی وجہ وہ ان پانچ باتوں میں گرفتار ہیں۔

(۱) بدعت کو سنت پر ترجیح دینا۔ (۲) حق کو چھوڑ کر باطل پر عمل کرنا۔ (۳) ہر چیز میں خواہشات پر عمل کرنا۔ (۴) حقائق کے مقابلہ میں ناکارہ چیزوں کی طلب۔ (۵) قول و فعل میں تضاد کا پیدا ہونا۔

اسی سبب سے انکو عبادت میں وسوسے آتے ہیں۔ فطرت الٰہی سے دور ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت گانے سنتے ہیں۔ اہل دنیا کے اجتماع کو پسند کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مجلس گرم رکھتے ہیں اور اپنے استدلال میں اہل تصوف کے اقوال اور افعال کو پیش کرتے ہیں لیکن اگر حقیقت پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ انکے جواز کے لئے کچھ اور اسباب ہیں۔ مثال کے طور پر سماع اسوقت جائز ہے جبکہ سالک مغلوب الحال یا کامل ہو یا یہ کہ سماع سے شرح صدر پیدا ہو لیکن اس میں شرط یہ ہیکہ اپنے موقع اور محل پر ہو۔ شیخ کے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مریدین میں پانچ چیزیں پیدا کرے۔

(۱) علم صحیح۔ (۲) ذوق صریح۔ (۳) بلند ہمتی۔ (۴) ہر حالت میں خوش رہنا۔ (۵) بصیرت نافذہ۔ اس کے برعکس جس شخص میں حسب ذیل پانچ چیزیں ہونگی تو وہ ہرگز

ایک شان ذاتی ہے ذات کی شانون میں سے۔ اللہ تعالی معبود ہے باعتبار اطلاق اور
اللہ تعالی جو معبود ہے حقیقت عبد سے علیحدہ ہے۔ حقیقت عبد خود ذات الہی ہے اور
اسکی ذات بہ اعتبار کثرت و تعدد کے خلق و عالم ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ عالم قبل ظہور
عین حق تھا اور ظہور کے بعد حق عین عالم بن گیا۔

حضرت شیخ احمد برزق رح

حضرت شیخ احمد برزق ارشاد فرماتے ہیں کہ اصول طریقت پانچ ہیں (۱) پوشیدہ و
علانیہ اللہ کا خوف و تقوی (۲) تمام اقوال و افعال میں سنت نبوی کی پیروی (۳) ذلت
و اقبال مندی دونوں حالتوں میں مخلوق الہی سے علحدہ رہنا (۴) کثرت و قلت اور
افلاس و [illegible] تنگدستی کے زمانے میں راضی بہ رضائے الہی رہنا (۵) علانیہ و خفیہ اللہ
تعالے کے حضور میں رجوع رہنا۔ اسکی تشریح یہ ہیکہ رجوع و استقامت کی بدولت
تقوی حاصل ہوتا ہے۔ خوش اخلاقی اور تحفظ کی وجہ سے سنت نبوی کی پیروی نصیب
ہوتی ہے۔ توکل اور صبر کی بدولت خلوت نصیب ہوتی ہے۔ قناعت اور اپنا سب کچھ
اللہ کے سپرد کردینے کے بعد راضی بہ رضاء الہی کی دولت ہاتھ آتی ہے۔ تکالیف میں
اللہ کے حضور التجائیں اور خوشیوں میں اللہ کے شکر و حمد کی وجہ سے رجوع الی اللہ ہونا
حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ معاملات کے بھی پانچ اصول ہیں۔ (۱)
احکام الہی پر عمل کرنے کے لئے علم حاصل کرنا (۲) بصیرت حاصل کرنے کے لئے
مشائخ کی خدمت میں رہنا (۳) حفاظت کیلئے نامعلمیں چھوڑدینا (۴) حضوری کیلئے پابندی
سے وظائف پڑھنا۔ (۵) اپنے نفس کو ہر معاملہ میں ذلیل و کمتر کرنا تاکہ خواہشات
نفسانی سے آزاد ہوکر سلامتی حاصل ہوجائے۔

مجاہدہ دوام ذکر قلب و زبان کے ذریعہ اپنے شیخ کے اعتماد کے ساتھ مسلک فنا پر گامزن ہو جائے تاکہ اللہ اسکو اپنے احسانات سے سرفراز کر کے اسکو اپنے اسماء سکھادے ۔ اسطرح حق حق کی معرفت کر لیا جیسا کہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہیکہ "عرفت ربی بربی" یعنی میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ پہچانا ۔ اس مسئلہ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! یعنی اپنی ذات پر یقین کرنے والو اس چیز پر ایمان لاؤ کہ تمہارا وجود بغیر کسی ضرورت کے اللہ کا وجود ہے اور یہی سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے "من عرف نفسه فقد عرف ربه" اور جبکہ اول و آخر اور ظاہر و باطن اللہ تعالی ہی ہے تو یہ امر خود ثابت ہو جاتا ہے کہ اے انسان تو اپنی ذات کے اعتبار سے موجود نہیں ہے بلکہ تو اللہ کی وجہ سے موجود ہے اور جب اسطرح تو نے اپنی ذات کا عرفان حاصل کر لیا تو تم نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی ۔ ورنہ نعوذ باللہ اللہ کی ذات ایک جزوی حقیقت ہوگی جو عالم کے سوا ہوگا اور اللہ تعالی اس سے بہت اعلی اور ارفع ہیں ۔ مزید وضاحت فرمانے کے لئے حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ "یاایها الذین آمنوا آمنوا بالله" کا مطلب یہ ہیکہ اے ایمان والو جب تم تمام اشیاء پر ایمان لائے اور تم نے یقین کر لیا کہ تمام اشیاء اپنا مستقل اور الگ وجود رکھتی اور حقیقت مطلقہ سے دور ہیں تو اللہ کا حکم ہوا کہ اشیاء پر نہیں بلکہ اب اللہ پر ایمان لاؤ کیونکہ اعیان معلومہ ہمیشہ معدوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے وجود کیساتھ موجود رہتے ہیں اسی لئے سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے "اے اللہ ہم کو اشیاء کی حقیقت سے آگاہ کر دے" ۔ اچھی طرح ذہن نشین رکھئے کہ اعیان اس لحاظ سے کہ ممکن ہیں معدوم ہیں اور اعیان وجود ظاہری میں ممکنات کے آثار ہیں ۔ اعیان میں وجود عین حق ہے ۔ اضافت وجود اعیان کی طرف نسبت اعتباری کے ذریعہ سے ہے ۔ افعال و تاثیرات تابع ہیں وجود کے اور اعیان معدوم ہیں ۔ اس لحاظ سے معدوم نہ فاعل بن سکتا ہے نہ موثر ۔ بلکہ حقیقت میں موجود اللہ ہے جو واحد ہے اور بہ اعتبار تقید و تعین بصورت عبد موجود نظر آتا ہے ۔ یہ بھی

اس سے استفادہ نہیں کرتے ایک نعمت تو یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کا وجود مدینہ منورہ میں بہ صفت حیات موجود ہے اور لوگ اس سعادت سے فائدہ نہیں اٹھاتے ۔ دوسری نعمت قرآن کریم ہے جو اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ بغیر کسی واسطہ کے اپنی مخلوق سے کلام کرتے ہیں لیکن لوگ اس نعمت سے بھی غافل ہیں ۔

حضرت شیخ علی بن حسام الدین متقیؒ (۱۴۸۰ء - ۱۵۶۷ء)

شیخ حسام الدین متقی کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ تمام علماء و عقلاء اور عارفوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معرفت الٰہی صرف علم و عقل اور حکمت کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے ۔ جو کوئی خدا کے بندوں سے سلسلۂ گفتگو بند کر لیتا ہے یا عقل کے ذریعہ نیکی و بدی، شرارت و نفع کا علم نہیں رکھتا تو اس کو اللہ کے عرفان کی دولت نہیں ملتی اسلئے لوگوں سے میل جول میں اپنی گفتگو کے ذریعہ بھی اللہ کی معرفت کے طریقے حاصل کرو اور ہادی و رہنما شخصیتوں کی فہرست میں اپنے نام درج کراؤ ۔

حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجھانہؒ (۸۴۲ھ - ۹۴۹ھ)

حضرت شاہ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں (۱) استدلالی (۲) وجدانی

معرفت استدلالی یہ ہے کہ جس نے اللہ کے حسن کی چمک اور یقین کو آسمان و زمین کی اور ان دونوں کی درمیانی اشیاء کی تخلیق میں دیکھا تو اس کو وہ تمام علامات مل گئیں جو اللہ کے صانع و حکیم ہونے کی دلیل ہیں اور یہ تمام تخلیق و صفت اللہ تعالیٰ کے عرفان کے اثرات دلیلی ہیں ۔ اس طرح معرفت عامہ ہر مسلمان کو حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس میں معرفت حقیقی شامل نہیں ۔

معرفت حقیقت وجدانی یہ ہے کہ عارف اپنے لباس وجود سے کٹ کر ریاضت اور

تا کہ پھر کبھی اسکا ارتکاب کرے - چوتھی قسم منجیات ہیں اور ان میں سے ایک بات پر بھی اصول پر مداومت کریگا تو سب پر حاوی ہو جائیگا - (۱) گناہ پر ندامت (۲) بلا پر صبر (۳) قضاء پر راضی ہونا (۴) نعمت پر شکر (۵) خوف و رجا میں اعتدال (۶) دنیا میں زہد (۷) اعمال میں اخلاص (۸) حسن خلق (۹) اللہ سے محبت (۱۰) اللہ کے سامنے خشوع

ہمیشہ اس فکر میں رہے کہ مجھ کو وہ بات اور عمل کرنا چاہئے جو باعث قرب الٰہی ہو -

شیخ حسام الدینؒ (۱۳۴۱ء - ۱۴۴۹ء)

شیخ حسام الدین ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی درویش کمزور ہو اور اسکا سلسلہ نہایت مضبوط ہو تو اس سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ اسکو رنجیدہ کرنے سے اس کے سلسلہ کے تمام مشائخ کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو جائنگے - آپکا مزید ارشاد ہے کہ سالک ذکر کرتے کرتے عاشق بن جاتا ہے اور فکر کرتے کرتے عارف بن جاتا ہے - آپ کا یہ بھی ارشاد ہیکہ اگر کوئی قطب بھی بن جائے تب بھی قران کریم کی تلاوت کو ترک نہ کرے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم ایک پارہ تو روزانہ پڑھ لینا چاہیئے -

شیخ احمد عبد الحقؒ (۷۷۶ھ - ۸۳۷ھ)

شیخ احمد عبد الحق کا ارشاد ہے کہ جو بندہ خدا کی عبادت کرے اور پھر اس کی بلاؤں سے بھاگے تو وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ اپنا بندہ ہے -

شیخ حاجی عبد الوہاب بخاریؒ (۸۱۸ھ - ۹۳۲ھ)

شیخ عبد الوہاب بخاری کے شیخ، استاذ و خسر حضرت صدر الدین بخاری ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں دو نعمتیں ہیں جو تمام نعمتوں سے افضل ہیں مگر لوگ

امام غزالیؒ

امام غزالی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جاہل ہو اور تصوف اور شریعت کے علم سے نا آشنا ہو اسکے لئے خاتمہ بالکفر کا شدید خطرہ ہے - اہل علم حضرات پر خدا کی یہ مہربانی ہے کہ وہ کم از کم اللہ اور اسکے رسول کی تصدیق کرتے اور شریعت کے احکام کو مانتے ہیں -

○ محاسبہ نفس کے تعلق سے امام غزالی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو افعال اللہ تعالی کے نزدیک محبوب یا مکروہ ہیں انکی دو قسمیں ہیں - ایک ظاہری جیسے طاعات و معاصی - دوسرے باطنی جیسے صفات مہلکات و منجیات جن کا محل دل ہے - معاصی میں طالب کو چاہیئے کہ ہر صبح کو اپنے ساتوں اعضاء میں تفصیل وار اور سارے بدن میں مجملاً فکر کرے کہ میں معصیت کا مرتکب کس عضو سے ہوا ہوں - اگر اسی وقت مرتکب ہوا ہو تو اسی وقت توبہ کرے اور اگر گذشتہ زمانہ میں مرتکب ہوا ہو تو اس سے توبہ کرے - اگر غیبت و کذب و خود شناسی و تمسخر و دخل در معقولات و غیر معقولات وغیرہ ناشائستہ باتیں کی ہیں تو اول اپنے دل میں جمالے کہ یہ سب باتیں خدا کے نزدیک بری ہیں پھر ان آیات و احادیث میں فکر کرے جو ان امور کی قباحات ظاہر کرتی ہیں - پھر یہ سوچے کہ ان امور کو کس وجہ سے دخل دیا - پھر یہ سوچے کہ ان باتوں سے کیونکر بچ سکتا ہوں - سب معاصی سے بچنے کا علاج گوشہ تنہائی سے بہتر کوئی نہیں یا کسی نیک بخت کی صحبت ہو کہ اسکو ہر معاصی سے روکتا رہے - اسی طرح اور اعضاء پر قیاس کرنا چاہیئے - دوسری قسم طاعات میں فکر کرنا چاہیئے کہ کس عضو نے کس وجہ سے قصور کیا اسکا تدارک کرے - تیسری قسم مہلکات ہے جسکا محل دل ہے - ان سے بچنا از بس ضروری ہے ورنہ ہلاک ہوجائیگا - اور وہ دس اصول ہیں - (۱) غلبہ شہوت (۲) غضب (۳) بخل (۴) کبر (۵) عجب (۶) ریا (۷) حسد (۸) حرص غذا (۹) محبت کثرت مال (۱۰) حب جاہ -

اگر ان دس برائیوں سے بچ گیا تو بہتر ورنہ ہلاک ہوجائیگا - ان امور میں بھی تفکر کرے

کہ تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے - ایک شئ کو دوسری شئ کے ساتھ ہونیکو
معیت کہتے ہیں اور یہ معیت دو قسم پر ہے - ایک حقیقی دوسری مجازی - علماء
متکلمین کی رائے ہے کہ اس آیت میں معیت مجازی مراد ہے - اس لئے کہ اللہ تعالی
دنیا کی کسی شئ کے ساتھ بہ اعتبار جسد و ذات کے نہیں بلکہ خدا کی معیت دنیا کی
چیزوں کے ساتھ باعتبار علم و قدرت کے ہے - چنانچہ متکلمین بھی یہی کہتے ہیں - لیکن
صوفیائے کرام اسکے ظاہری معنی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے حقیقی معنی تلاش و
طلب کرتے ہیں - ان کا مذہب یہ ہیکہ خدا کی معیت تمام چیزوں کیساتھ باعتبار ذات
کے ہے لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے اس کی معیت اس طرح نہیں جیسے
ہمارے ہاں ایک جسم دوسرے جسم کے ساتھ ہو کیونکہ اللہ تعالی کا جسم نہیں اور نہ
ہی خدا کی معیت کا مطلب یہ ہے جیسے جواہر کی معیت جواہر کے ساتھ ہوتی ہے اس
لئے کہ اللہ تعالی جوہر بھی نہیں اور نہ اسکی معیت کا مطلب یہ ہیکہ جیسے عروض کو جوہر
سے معیت ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالی عرض بھی نہیں - چنانچہ متکلمین نے ان ہی
تین چیزوں کی معیت سے خدا کی معیت کو جداگانہ قرار دیا ہے - لیکن صوفیائے کرام
خدا کی معیت مخلوق کے ساتھ ایک چوتھی قسم کی معیت سے ثابت کرتے ہیں - وہ
کہتے ہیں کہ خدا کی معیت مخلوق کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح روح کی معیت جسد
کے ساتھ - اسلئے کہ روح نہ قالب کے اندر ہے اور نہ باہر اور نہ قالب سے متصل ہے
اور نہ ہی منفصل بلکہ روح اور جسد دونوں علحدہ علیحدہ عوام سے تعلق رکھتے ہیں -
جسطرح روح کو جسد میں داخل، خارج، متصل اور جدا ہونے سے کوئی نسبت نہیں اور
ان میں سے کسی ذرہ میں حقیقتاً ذاتی اعتبار سے روح موجود نہیں لیکن تمام دنیا کو معلوم
ہے کہ روح جسم میں پائی جاتی ہے - بالکل اسی طرح اللہ تعالی کی ذات کا حال ہے -

اسی کے نور کے ہیں اور اس (خدا) کیلئے آئینہ بن گئے ہیں۔ انکو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے"۔

"جو اپنے آپ میں ذکر و فکر کے مراقبہ سے اور مجاہدہ و توجہ سے باطن کے اندر نہیں جاتا وہ اس آیت کو نہیں سمجھتا۔ وفی انفسکم افلا تبصرون (میں تمہارے نفسوں میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے "وھو معکم" کی آیت اس کو حاصل نہیں ہوتی۔ جو اپنی روح میں رب العالمین کی تجلی ہرگز نہیں دیکھتا اور اپنے دل میں اللہ تعالی کو نہیں پاتا اسکو اللہ تعالی سفر ظاہری میں مبتلا کرتا ہے۔ یعنی نماز و تسبیح اور زہد و تقوی میں۔ جسکا تعلق جسم یا ڈھانچہ سے ہے وہ ظاہری عمل ہے اور جسکا تعلق روح سے ہے وہ باطنی عمل ہے۔ اس نماز سے مراد جاہلوں کی نماز ہے جو رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس تسبیح سے مراد ہے جو زبان کو ہلا ہلا کر کرتے ہیں۔ جو اپنے زہد کو روپیہ پیسے پر دیدیتے ہیں اور تقوی میں غیر خدا کو لے آتے ہیں عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو عدم کرنا ہے اور جاہلوں کی نماز رکوع و سجدہ ہے۔

"نار دوزخ ہر گھڑی گلزار بن جائے اور ہر ایک رنگ آمیزی کرے لیکن یہ خاصہ امت محمدؐ کا ہے جیسا کہ سرکار دو عالمؐ کی حدیث شریف ہے"۔ "نصیب نار امتی کنصیب ابراھیم من نار نمرود" (میرے امتی کے نصیب میں آگ ایسی ہے جیسے ابراھیم علیہ السلام کے نصیب میں نار نمرود)۔

یہ خاصہ امت محمدی کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا سبب ہے۔

حضرت شیخ حسینؒ (۸۲۰ھ - ۹۰۱ھ)

"وھو معکم اینما کنتم" کی تشریح یوں فرماتے ہیں۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے "تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے" اس آیت کے ظاہری معنی تو یہی ہیں

○ اور فرماتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں شیخ احمد بدایونی کو دیکھا اور جب انہوں نے شرعی مسائل دریافت فرمائے تو میں نے کہا کہ یہ مسائل دنیا کیلئے ہیں اور آپ اسوقت مردہ ہیں آپکو ان مسائل کی ضرورت نہیں۔ یہ جواب سنکر شیخ احمد بدایونی نے ارشاد فرمایا کیا آپ بھی اولیاء اللہ کو مردہ کہتے ہیں اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

○ فرمایا کہ ذکر اللہ کرنیوالا اپنے مقصود تک جلد پہنچ جاتا ہے مگر زوال کا خطرہ دامنگیر رہتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنیوالا اگرچہ اپنے مقصود تک بدیر پہنچتا ہے مگر اس میں زوال کا خطرہ نہیں۔

○ حضرت محبوب الٰہی ارشاد فرماتے ہیں پیر ایسا ہونا چاہیے جو شریعت، طریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو وہ کسی ناجائز بات کے لئے نہ کہے گا۔ آپ کسی ایسے شخص کو خلافت عطا نہیں فرماتے تھے جو عالم نہ ہو۔

○ حضرت محبوب الٰہی کا ارشاد ہے کہ ترک دنیا کے یہ معنی نہیں کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو برہنہ کرے اور لنگوٹ باندھکر بیٹھ جائے۔ بلکہ ہمارے نزدیک ترک دنیا یہ ہیکہ لباس بھی پہنے، کھانا بھی کھائے اور حلال کی جو چیز بھی دستیاب ہو اسے استعمال بھی کرے۔ لیکن دولت کو جمع کرنیکی طرف راغب نہ ہو اور دل میں اسکو جگہ نہ دے۔

مولانا فخرالدین مروزیؒ (۶۳۶ھ-۷۲۸ھ)

مولانا فخرالدین کا ارشاد ہیکہ شیطان سے بچنے کیلئے ذکر اللہ اور نفس سے بچنے کیلئے اللہ کے حضور التجا کرنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ ضیاء نخشبیؒ (۶۵۲ھ-۷۵۱ھ)

حضرت شیخ جمال الدین احمد ہانسوی ۶۲۸ھ -...ھ

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی کا ارشاد ہیکہ: فقر- ایک عمدہ اور بہترین خصلت ہے جس سے یہ صفات معرض وجود میں آتی ہیں - صلاحیت، عفت، زہد، پاکیزگی، تقویٰ، طاعت، عبادت، فاقہ کشی، مسکنت وقناعت، مروت و جوانمردگی، دیانت و حفاظت، امانت و بیداری، تہجد و خضوع، خشوع و عاجزی، تواضع و تحمل، برداشت و عفواور چشم پوشی، مہربانی، انفاق فی سبیل اللہ، ایثار وکھانا کھلانا، اکرام واحسان، ماسوی اللہ سے نفرت، خدا کی عبادت میں اخلاص، انقطاع و جدائی، سچائی و صبر، خاموشی و بردباری، رضا و حیا، سخاوت و ناداری، خوف و امید، ریاضت و مجاہدہ اور مراقبہ، موافقت ودوستی، مداومت علی العبادہ و معاملات، توحید و تہذیب، تجرید وتفرید، سکوت و وقار، مدارات، محبت والفت، عقلمت، رعایت، شفقت، سفارش، لطف وکرم، مجاہدہ، شکر، فکر، ذکر، عزت، ادب و احترام، طلب و رغبت، غیرت وعبرت، بصیرت و بیداری، حکمت، سنت، ہمت، مغفرت و حقیقت، خدمت و تسلیم، توکل، پریشانی، یقین واعتماد، عفاو ثبات اور حسن خلق - ہروہ فقیر جس میں یہ جملہ صفات ہونگی وہ کامل فقیر ہوگا اور جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کہلانے کا حقدار نہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

(۶۳۱ھ—۷۲۵ھ)

حضرت محبوب الٰہی ارشاد فرماتے ہیں کہ مجذوب لڑکے نے العلم حجاب اللہ الاکبر (علم اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں بڑا حجاب ہے) کا مطلب یوں بیان فرمایا کہ علم وہ ہے جو حق کے علاوہ ہے اور جو چیز حق کے ماسوی ہے وہی حجاب حق ہے۔

تاکہ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو ان سے علمی گفتگو کرسکے اور درویش کیلئے لازمی ہے کہ وہ
صاحب "حال" ہو تاکہ دوسرے درویشوں کو بھی "حال" میں لاسکے۔

خیر المجالس میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے منقول ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کو روزہ رکھے اور رات تمام عبادت کرے تو یہ کام بیوہ عورت کے کام کی طرح ہے اسلئے کہ اتنا کام تو ہر بیوہ عورت کرسکی ہے۔ اگر مخلوق خدا کے کاموں میں مشغول رہکر عبادت کی جائے تو اس کو واقعتاً ذکر اللہ اور عبادت کہتے ہیں اور اسی کا نام شغل ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ صوفیا کے شغل کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے۔

(۱)۔ تنہائی اختیار کی جائے اور خواہشات نفسانی کی بھی حالت میں اتباع کرکے غضب خداوندی کا مورد نہ بننا چاہئے۔ (۲) ہمیشہ باوضو رہے۔ جب نیند کا شدید غلبہ ہو تو سوجائے اور جب بیدار ہو تو فوری وضو کرے۔ (۳) ہمیشہ روزہ سے رہے۔ (۴) غلط بات نہ کہے خاموش رہے۔ (۵) اپنے شیخ کی طرف اپنے قلب کو مائل کرے۔ دائما خدا کے ذکر میں مصروف رہے اسکا مطلب یہ ہیکہ مرید اپنے شیخ سے قلبی تعلق قائم رکھے۔
(۶) اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال دے۔

منقول ہے کہ شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کے مریدوں نے ایک مرتبہ محفل سماع کا پروگرام بنایا۔ مرید غزلوں سے دف پر سماع سن رہے تھے اور اس محفل میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی بھی موجود تھے۔ آپ محفل سے اٹھکر جانے لگے دوستوں نے بیٹھنے کیلئے اصرار کیا تو فرمایا یہ خلاف سنت چیز ہے میں اسے ہرگز گوارا نہیں کرتا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ سماع کے ناجائز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے شیخ کے طریقہ سے انحراف کرتے ہیں آپ نے ان دوستوں کو جواب دیا کہ شیخ کا قول حجت شرعیہ نہیں۔ قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرنا چاہئے۔

ہے - ۴ - تارک قناعت ہی سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے -

○ شیخ فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ تم جیسے ہو (اندر سے) ویسے نظر آؤ (باہر بھی) ورنہ تمہاری اصل اور حقیقت خود بخود ظاہر ہو جائیگی - اچھے اور پاکیزہ جذبات اور نظریات ثقلین کی عبادت سے بہتر ہیں - حدیث نبیؐ ہے کہ جو شخص لوگوں کے عیب جوئی سے کنارہ کش اور علیحدہ رہا وہ نیک بخت اور خوش قسمت ہے - اور صوفی کسی چیز کو مکدر نہیں کرتا بلکہ وہ ہر چیز کو مانجھ کر صاف اور منقیٰ کرتا ہے - حضرت کا مزید ارشاد ہے کہ اگر تم بزرگ اور بڑا بننے کی خواہش رکھتے ہو تو حاکموں کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کرو - آپ کا ارشاد ہے کہ فقیر اور درویش کیلئے کچھ علم بھی ضروری ہے -

شیخ جلال الدین رومیؒ

۶ شیخ جلال الدین رومی فرمایا کرتے تھے کہ باتوں کا دل پر اثر ہوتا ہے - اسلئے اولاً ہر بات کے اول اور آخر کو خوب جانچو اور پرکھو اگر وہ کام اور بات اللہ کے لئے ہے تو بات کرو ورنہ خاموش رہو -

شیخ صدر الدینؒ (۵۹۹ھ - ۶۸۴ھ)

شیخ صدر الدین کا ارشاد ہیکہ ایمان پر استقامت اور ثابت قدمی کی علامت یہ ہیکہ علم و ایمان کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ ذوق و حال کی بنا پر غیروں کے بجائے صرف اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب رسول سرکار دو عالم کو محبوب رکھے -

شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (وفات ۷۵۰ھ)

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ درویش صاحب علم ہونا چاہئے

چیزوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جسکی تفصیل یہ ہیکہ اشارہ تقریباً تین قسم پر ہوتا ہے۔
ولاً "اشارہ حسی" جو محسوسات کے ساتھ ثانیاً "اشارہ وہمی" جو موہومات کے
ساتھ ثالثاً "اشارہ عقلی" جو معقولات کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی
اور توحید کو ان تینوں قسموں سے کوئی تعلق نہیں کہ اسکی طرف اشارہ کیا جائے۔ ایسی
صورت میں اسکی طرف اشارہ کرنے سے شرک کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ پھر اشارہ کی دو
قسمیں ہیں۔ یا تو اشارہ غائب کو کیا جاتا ہے یا حاضر کو۔ اب بتاؤ کہ تم اللہ کو کیا سمجھ کر
اشارہ کرتے ہو۔ اگر اسے غائب سمجھ کر اشارہ کرتے ہو تو یہ عقلاً اور نقلاً ناجائز اور غیر
مسموع ہے اور اگر حاضر سمجھ کر کرتے ہو تو حاضر نظر آتا ہے اور اللہ کی صفت یہ ہیکہ "لا
تدرکہ الابصار" یعنی اسکو دیکھا نہیں جاسکتا (یا یوں سمجھو کہ اسکا ادراک ممکن نہیں)
لہذا اسکی طرف اشارہ کرنا قلبی غفلت سے تعبیر کیا جائیگا۔ جس دل پر لا الہ الا اللہ کی
تجلی کی عظمتیں موجزن ہوتی ہیں وہ یاد اشت کی قیود سے بالاتر ہو جاتا ہے۔

○ قاضی حمید الدین ناگوری نصیحت فرماتے ہیں کہ اے بھائی! تو خاموش رہ اور
اپنی ذات کو بھول جا اس فراموشی کی یاد میں عجیب کیف و لذت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ
ہے واذکر ربک اذا نسیت (تو اپنی ذات کو بھول جا اور خدا کی یاد میں مشغول ہو جا)۔

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ (۶۰۹ھ - ۶۶۸ھ)

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے بعض ملفوظات جو خواجہ نظام الدین اولیاء کے
ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں ان میں ذکر ہے کہ چار چیزوں کے بارے میں سات سو مشائخ
سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

۱۔ گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ ۲۔ دانا اور حکیم آدمی وہ
ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔ ۳۔ قناعت کرنیوالا ہی سب سے زیادہ مالدار اور غنی

○ فرمایا - بدبختی کی علامت یہ ہیکہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبول بارگاہ ہونیکا امیدوار ہو -

○ فرمایا - جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ پائی -

○ فرمایا - اس دنیا میں درویشیوں کا درویشیوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے اور درویشیوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے - کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں -

○ فرمایا - سب سے بہتر وقت وہ ہے جب دل وسوسوں سے خالی ہو -

شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد زکریا ملتانی قریشی اسدیؒ (۵۶۰ھ - ۶۶۱ھ)

حضرت بہاء الدین کا ارشاد ہے کہ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے - گناہوں کے ترک کردینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی کریمؐ پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے -

شیخ حمید الدین صوفیؒ (۵۷۰ھ - ۶۷۳ھ)

شیخ حمید الدین صوفی کا ارشاد ہیکہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے مخلوق کو اپنی تخلیق میں کوئی دخل نہیں اس لئے مخلوق کالمعدوم ہے اور جو ہے وہ اللہ کی ذات ہے -

قاضی حمید الدین ناگوریؒ (۵۱۵ھ - ۶۲۵ھ)

قاضی حمید الدین ناگوری لفظ "ھو" کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اشارہ چند

ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔ اول سمندروں جیسی سخاوت۔ دوم آفتاب جیسی شفقت۔ سوم زمین جیسی تواضع۔

○ فرمایا نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

○ فرمایا میں نے خواجہ عثمان ہارونی سے سنا ہے کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے بھی اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کر دے۔

○ فرمایا عارفوں کا بڑا مقام ہے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچتے ہیں تو تمام دنیا اور مافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

○ فرمایا عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے وہ فوراً اسکے سامنے آ جائے۔ اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اس کی جانب سے اسکا جواب سن لے۔

○ فرمایا محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفات حق اسکے اندر پیدا ہوں اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اسکے مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کر لے۔

○ فرمایا ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر میں ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائیگا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

○ فرمایا۔ پاس انفاس اہل معرفت کی عبادت ہے اور معرفت خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

○ فرمایا۔ عارف کو معرفت حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ معارف کو یاد نہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اسی طرح اکیلا ہو جائے جیسے اسکا محبوب یکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ

پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی کا ارشاد ہے جو شخص دو رکعت نماز پڑھے - ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکار دو عالمؐ پر درود بھیجے اور آپکا نام لیکر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکی حاجت برآری کریگا -

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے کلام و ملفوظات " دلیل العارفین - میں جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے جمع فرمائے ہیں - اس میں حسب ذیل ارشادات مندرج ہیں -

○ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے - لہذا جو کچھ بھی اس دل میں آئیگا جل جائے گا اور نابود ہو جائیگا - کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں - بہتی ندیوں کا شور سنو کسطرح شور کرتی ہیں - لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں تو بالکل خاموش ہو جاتی ہے -

○ میں نے خواجہ عثمان ہارونی کی زبانی خود سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالے کے ایسے بھی اولیاء ہیں کہ اگر اس دنیا میں ایک لمحہ بھی اس سے حجاب میں آجائیں تو نیست و نابود ہو جائیں -

○ میں نے خواجہ عثمان ہارونی کی زبانی سنا ہے کہ جس شخص میں تین باتیں

بے بسی اور مجبوری ہے کیونکہ انسان کو کمزور فطرت عطا کی گئی ہے - اے اللہ تو میری
حقیقی حالت، میرے غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور میری نیت سے بخوبی
واقف ہے کیونکہ تجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے - اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا
نہیں ہے جسے آپکے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں - میرے تمام اعمال میں
فساد نیت موجود رہتی ہے - البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل تیری ذات پاک کی عنایت
کیوجہ سے فساد نیت سے خالی نظر آتا ہے وہ یہ کہ میں اپنے بعض مخلص احباب کے
ساتھ محفل میلاد کا انعقاد کیا جو زائد از چالیس سال سے ہر ہفتہ بہ پابندی منعقد ہوتی
ہے اور اس مجلس میلاد کے موقع پر یہ حقیر فقیر دیگر شرکاء مجلس کے ساتھ کھڑے ہو کر
سلام پڑھتا ہے اور نہایت عاجزی اور انکساری کیساتھ اور محبت اور خلوص سے تیرے
حبیب پاک سرکار دو عالم پر درود و سلام بھیجتا ہے اور میرا یہ یقین ہیکہ جہاں میلاد
مبارک ہوتی ہے اس مقام پر زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور یہ بات بھی
مسلمہ ہے کہ جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اسکے وسیلہ سے دعا مانگے وہ دعا کبھی مسترد
نہیں کی جاتی - اس لئے اے الرحم الراحمین میں امید کرتا ہوں کہ میرا یہ عمل کبھی
بیکار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا جسطرح کہ علماء حقانی کا ارشاد اور
عقیدہ ہے - اے اللہ آپ اپنے فضل و کرم سے میرے اور ان تمام حضرات کے جو
ان مجالس درود شریف میں شرکت فرماتے انکے گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما -
اور خاتمہ ایمان پر فرما اور جو حضرات اس دار فانی سے رحلت فرماگئے ہیں انکی
مغفرت فرما اور انکے درجات بلند فرما اور جنت کے اعلی درجہ میں انہیں داخل فرما۔
---آمین-

خادم

المرقوم ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰/ مئی ۱۹۹۵ء   محمد نصیر الدین بندہ نوازی

عالم ملکوت میں اسکا تصرف ہو جاتا ہے جو باتیں عادت کے خلاف ہیں وہ اس سے سرزد ہو جاتی ہے اور ہزاروں چیزیں جو حس بصر سے خارج ہیں اسکو دکھائی دیتی ہیں اور اس سے کلام کرتی ہیں۔ ان امور کو "معجزات" کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو "نبی" کہتے ہیں اور اسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی ملتی ہے تو اسکو "رسول" کہتے ہیں اور اسکے متبعین میں جن کو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے کہ اس میں اسکے انوار اسطرح منعکس ہوتے ہوں کہ جسطرح آفتاب کے انوار آئینہ میں اور پھر کبھی اس سے بھی خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہیں جنکو "کرامات" کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو "ولی" کہتے ہیں۔ ایسے ہی اولیاء اللہ کے اقوال زرین کو خادم نے متقدمین کے کتب سے نقل کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی جراءت کی ہے۔

اللہ تعالی نے ہمیں ایسے دور میں پیدا کیا ہے جس میں لوگ ہوا اور ہوس کو شریعت کہتے ہیں طلب جاہ، طلب حکومت اور تکبر کو عزت اور علم جانتے ہیں۔ خلق خدا سے ریاکاری کو خوف خدا جانتے ہیں اور کینہ کو دل میں چھپا رکھنے کو حلم و بردباری، لڑائی کرنے کو مناظرہ، جنگ اور حماقت کو عظمت، منافقت کو زہد، ہوس کو سلوک اور ہذیان طبع کو معرفت، دل کی دھوکن اور نفس کی تاویلات کو حجت، الحاد کو فقر، انکار کو تزکیہ، زندقہ اور بے دینی کو فنا، سرکار دوعالم کی شریعت کو چھوڑ دینے کو طریقت اور زمانہ میں آفت پھیلانے کو معاملت سمجھتے ہیں یہاں تک کہ ارباب حقیقت مغلوب ہو کر رہ گئے اور وہ ہر طرف چھاگئے۔ سرکار دوعالم کا ارشاد ہے "مشابہت پیدا کرنے اور کسی کے جیسا بننے کی تمنا کرنے سے ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ ایمان وہ ہے جو دل میں قرار پائے اور اسکی تصدیق عمل سے کی جائے"۔ بغیر حقیقی عمل کے کسی جماعت کے ساتھ مشابہت دینا "تحلی" ہے جو لوگ وہ کچھ دکھائی دینے کی کوشش کرتے ہیں جو وہ نہیں ہوتے بہت جلد رسوائی کا منہ دیکھتے ہیں اور انکی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔

اے اللہ تیری بارگاہ میں جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ سب عاجزی، خاکساری،

کیلئے سامان مہیا فرمائے اور انکی تکمیل کے لئے چند لوگوں کو منتخب کیا جو بذریعہ الہام
الہی طرح طرح کی ایجادوں پر قادر ہو کر استاد زمانہ کہلائے اور انکا انتظام معاش میں
فیض عام جاری ہوا اسی طرح انسان کی اصلاح و تہذیب نفس و نفع آخرت کیلئے ایک
جماعت برگزیدہ لوگوں کی قائم کی جنکو "فہیم" کہتے ہیں - یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی قوت
ملکیہ ہہلت زبردست ہوتی ہے - ان کے دلوں سے حجاب جسمانی اٹھادئے جاتے ہیں
اور انکو عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھلائے جاتے ہیں انکو اس عالم کے علوم اور
احوال عمدہ شوق و تجرید سے آراستہ و اخلاق حسنہ سے پیراستہ بنایا جاتا ہے - ان کی
وجہ سے انسان کے نفس کی اصلاح اور دارین کی فلاح حاصل ہوتی ہے پھر انکے بھی
بلحاظ ایک صفت خاص مختلف اقسام ہیں جنہیں تزکیہ نفس کے علوم ہیں انکو "کامل"
کہتے ہیں اور جن میں حقائق الاشیاء کے ادراک اور معلومات کے اصول کلیہ کے
انکشاف کا رجحان ہوتا ہے انہیں "حکیم" کہتے ہیں اور جن کو علوم سیاست اور نظام
ملت و قوم کی طرف میلان ہوتا ہے انکو "خلیفہ" کہتے ہیں اور جن پر روحانی اور غیر
محسوس عالم کا انکشاف کامل ہوتا ہے انکو "موید روح القدس" کہتے ہیں - اور جس
میں انجذاب عالم اور قلوب بنی آدم کی کشش کا زیادہ مادہ ہوتا ہے انکو "ہادی" کہتے ہیں
جنکو مذہب و ملت کی اصلاح کے علوم اور ان کے زندہ کرنیکے طریقہ سکھائے جاتے ہیں
وہ "امام" کہلاتے ہیں - اور جنکا یہ حال ہے کہ علائق جسمانی سے مجرد ہو کر عالم غیب
پر مطلع ہو جاتے یا کسی اور قوم کی آفات و بلیات پر واقف ہو کر لوگوں کو اس سے متنبہ
کرتے ہیں انہیں "نذیر" کہتے ہیں جب حکمت الہی اور رحمت لاانتہاہی خلق کی اصلاح
چاہتی ہے تو ان میں سب سے اعلی شخص کو پیدا کرتی ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے روشنی
میں لاتا ہے اور اسکا نفس قدسی اس درجہ صاف ہوتا ہے کہ اسکی روشنی سے لوگ منور
ہوتے ہیں اور یہ شخص عقل کو غلطیوں کے دلدل سے نجات دلاتا ہے اور یہ شخص جب
قطیرہ قدس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عالم اجسام بلکہ

میں ایسا الہام کیا کہ وہ عمدہ عمدہ فرنیچر بنایا ۔ بعض کو لوہار کے کام میں ایسا الہام کیا کہ وہ ریل گاڑی، برقی تار، ٹیلفون، ٹارپیڈو، اسلحہ اور موجودہ دور میں بعض کو سائنس میں ایسا الہام کیا کہ انسان چاند پر چلا گیا اور قسم قسم کے ہتھیار، ہوائی جہاز، ٹیلی ویژن کمپیوٹر وغیرہ ایجاد کئے جنھیں دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے ۔ اسی طرح انسان کے جسمی معالجہ کیلئے ڈاکٹروں کو ایسا الہام کیا کہ وہ طرح طرح کی فائدہ بخش دوائیں تیار کیں اسکے علاوہ "انتظام معاد" کا یہ طور رکھا کہ انسان کو ایک قوت ملکیہ عطا فرمائی جسکی وجہ سے اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے اور نیک اور بد باتوں میں حتی المقدور تمیز کرتا ہے اور اس قوت کو "عقل" کہتے ہیں ۔ ہر چند عقل نے امور آخرت کو حتی الامکان دریافت کیا لیکن چند وجوہ سے عقل بھی ناکافی قرار پائی اور آخر کار الہام کی محتاج ہوئی ۔ مثال کے طور پر اگر رات کے اندھیرے میں مردہ دیکھائی دے تو بعض کو خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ عقل یہ بتاتی ہے کہ مردہ جسم کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا ۔ مزید برآن عقل اس بات کی عادی ہے کہ بذریعہ حواس کام کرتی ہے اور جو چیز حواس خمسہ سے باہر ہو وہاں اسکے دریافت کرنے میں عقل عاجز ہے چونکہ عالم آخرت کے حالات اور اللہ کی ذات و صفات وغیرہ بھی محسوس نہیں اسلئے ان کے دریافت کرنے میں عقل مجبور ہے ۔ ماسوا اسکے انسان کی عقل ہر وقت یکساں نہیں رہتی ۔ لڑکپن کی عقل، جوانی کی عقل، بڑھاپے اور تندرستی کے وقت عقل کی اور حالت ہوتی ہے اور بیماری کے وقت علحدہ ۔ اسی وجوہ سے عقلا کا باہم اختلاف نظر آتا ہے کوئی کسی بات کو اچھا سمجھتا ہے تو کوئی اسی بات کو برا جانتا ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کے لئے تنہا عقل کافی نہیں ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالی نے انتظام معاش۔

عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو توحید الٰہی کا اعتقاد باقی نہ رہا یہ اللہ ہی کی ذات ہے جو انسانوں کی پکار سنتی اور انکی دعاؤں کو قبول فرماتی ہے۔

پس اگر تم نے اپنی دعاؤں اور طلبگاریوں میں کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو گویا تم نے اسے خدا کی خدائی میں شریک کر لیا۔ دعا، استعانت، رکوع، سجود، عجز و نیاز، اعتقاد و توکل اور اسطرح کے تمام اعمال وہ اعمال ہیں جو اللہ اور اسکے بندوں کا باہمی رشتہ قائم کرتے ہیں پس اگر ان اعمال میں تم نے کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو اللہ کے رشتہ معبودیت کی یکتائی باقی نہ رہی۔ اسی طرح عظمتوں، کبریائیوں، کارسازیوں اور بے نیازیوں کا جو اعتقاد تمہارے اندر اللہ کی ہستی کا تصور پیدا کرتا ہے وہ صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔ اگر تم نے ویسا ہی اعتقاد کسی دوسری ہستی کے لئے بھی پیدا کر لیا تو تم نے اسے اللہ تعالیٰ کا "ند" یعنی شریک ٹھہرا لیا اور تمہارا توحید کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا۔ یہی وجہ ہیکہ سورہ فاتحہ میں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی تلقین کی گئی۔ یعنی صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ قرآن میں اس کثرت کیساتھ توحید فی الصفات اور رد اشراک پر زور دیا گیا ہے کہ شاید ہی کوئی سورت بلکہ کوئی صفحہ اس سے خالی ہو۔

انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اسکے افعال میں اسکو زیادہ اختیارات عطا فرمائے جسکی وجہ سے ثواب و عذاب آخرت کا مستحق ہوا۔

"انتظام معاش۔ کے لئے اللہ نے انسان کو قویٰ نباتیہ، حیوانیہ اور انسانیہ عطا فرمائیں جنکے ذریعہ سے انسان خواہ عالم ہو خواہ جاہل ہو خواہ لڑکا ہو خواہ جوان ہو اپنے کار و بار طبعی یعنی کھانا، پینا، جاگنا، سونا، مضر چیزوں سے دور رہنا، منافع کی طرف التفات کرنا وغیرہ وغیرہ کو پورا کرتا اور بجالاتا ہے اور اسکے بعد دیگر اسباب معاش پیدا کرنے کیلئے ہر ایک کو اسکی اقتضاء کے مطابق قوت بخشی اور بعض اشخاص کو ممتاز اور خاص کر لیا اور انکو عمدہ عمدہ چیزوں کے اختراع کی توفیق دی۔ کسی کو بڑھئی کے کام

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر ذی عقل انسان بہ خوبی جانتا ہیکہ یہ عالم از خود نہیں بنا بلکہ ضرور اسکا بنانے والا اور عدم سے ہستی میں لانیوالا کوئی بڑا قوی اور قادر ہے کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مددگار اور وہ سب عیوب سے پاک اور ہر کام میں بے نیاز اور قائم بہ خود ہے اور اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہیں اور اپنی ذات و صفات میں ممکنات سے ممتاز ہے ان امور کے ثبوت میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی صاحب عقل سلیم کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں ۔ ذرا غور کیجئے کہ جب ہم کسی عمارت یا کسی فرنیچر وغیرہ کو دیکھتے ہیں تو ہم کو بغیر اس بات کے کہ ہم اسکے بنانیوالے کاریگر کو دیکھا ہو یا اس شئے کے بنتے ہوئے دیکھا ہو کسقدر یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسکا کوئی نہ کوئی بنانیوالا ضرور ہے اور ہمارا یہ یقین کسی طرح غلط نہیں ہوتا ۔ اب آپ ہی بتائے کہ یہ عالم کہ جس میں رنگ برنگ کی صنعتیں اور طرح طرح کے استحکام اور انتظام ہیں اسکے بنانیوالے کے تعلق سے دل سے یقین نہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ۔ اسلئے ہر ذی شعور انسان اللہ کے وجود اور اسکے یکتا ہونیکا دل سے یقین کرتا ہے اور اسکی ذات میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۔ البتہ اسکی صفات میں اگر صحیح علم و فہم نہ ہو تو نادانستہ طور پر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ لیکن قرآن نے توحید فی الصفات کی ایسی تشریح فرمادی کہ اسطرح کی لغزشوں کے تمام امکانات ختم ہوگئے قرآن نے صرف توحید الہی پر ہی زور نہیں دیا بلکہ شرک کی تمام راہیں بند کردیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر طرح کی عبادت اور نیاز مندی کی مستحق صرف اسی کی ذات ہے ۔ اسلئے اگر کسی نے عابدانہ

میں اس تالیف کو میرے پیرو مرشد حضرت
سید شاہ حسین محمد محمد الحسینی خیر بندہ نوازی رحمہ
اللہ علیہ سجادہ نشین روضہ منورہ بزرگ حضرت بندہ
نواز گیسو دراز رحمہ اللہ علیہ کے نام معنون کرتا ہوں

نام کتاب	علماء حقانی کے اقوال زرین
نام مؤلف	محمد نصیر الدین بندہ نوازی
سنہ اشاعت	۳۰ مئی ۱۹۹۵ء
تعداد اشاعت	دو سو
کمپیوٹر کتابت	اقراء کمپیوٹر پروسس
-	لکڑی کا پل حیدرآباد
-	فون نمبر 398108
طباعت	ایس آر گرافکس
قیمت	دعا خیر

... ملنے کا پتہ -...

.9-5 کنگ کوٹھی روڈ حیدرآباد -29

فون نمبر 235808

۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِینَ

(اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں اٹھاتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکی کرنے والے کے ساتھ ہے)

یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مخلص حضرات کے ساتھ ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

علماء حقانی کے اقوال زرین

"مؤلف"

محمد نصیر الدین [illegible]